قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر ابو سعید
Online Edition
جمعرات 9۔اپریل 2020ء | 15 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:86

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

(الانعام:156)

ترجمہ: اور یہ بہت مبارک کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم رحم کئے جاوٴ۔

فرمانِ رسول ﷺ

صبر کا غیر معمولی اجر

حضرت ابو طلحہ اور ان کی بیوی نے ایک بیٹے کی وفات پر غیر معمولی صبر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ یہ رات تمہارے لئے مبارک کرے۔ سفیان کہتے ہیں کہ میں نے ان کے نو بیٹے دیکھے اور سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من لم یظھر حزنہ عند المصیبۃ حدیث نمبر:1218)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

ہماری تعلیم ۔1

جو میری پوری پیروی کرتا ہے وہ میرے روحانی گھر میں داخل ہے

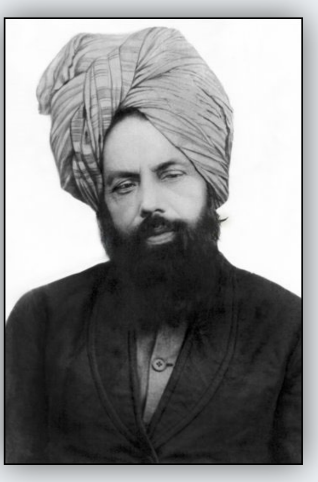

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

"واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چاردیوار کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دکھ اُٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلّی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آ جاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیّر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیّرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلّی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اُسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اُس کے کل تعلقات پر اُس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19۔ صفحہ 10-11)

فرمان خلیفہ وقت

نیک اولاد کی خواہش کرنی چاہئے

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا بھی سکھا دی کہ اس دنیا کو جنت بنانے کے لئے اور آخری جنت کے وارث بننے کے لئے اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو اور ان کے لئے سب سے بڑی دعا ان کا تقویٰ پر قائم رہنا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان آیت: 75) اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں (بیویوں) اور اپنی اولاد سے، آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر۔ اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "نکاح سے ایک اور غرض بھی ہے جس کی طرف قرآن کریم میں یعنی سورۃ الفرقان میں اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا یعنی مومن وہ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا! ہمیں اپنی بیویوں کے بارے میں اور فرزندوں کے بارے میں دل کی ٹھنڈک عطا کر۔ اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں اور ہم ان کے پیش رو ہوں۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام ، سورۃ الفرقان زیر آیت نمبر 75، آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 23)

پھر فرمایا کہ "انسان کو سوچنا چاہئے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہئے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے لیکن جب ایک خاص اندازہ سے گزر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ خداتعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا جیسا کہ فرمایا ہے مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذّاریات: 57) اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتاہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑ نا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خداتعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیّئات رکھنا جائز ہو گا..."

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 560)

(خطبہ جمعہ مورخہ 22 ستمبر 2006ء)

اس شمارہ میں

- قرآن پڑھنے، پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کے واقعات
- محفوظ چاردیواری میں کون ہیں ؟
- نماز میں توجہ قائم رکھنے کے ذرائع کا تجزیہ
- شب برأت

دربارِ خلافت

اپنے بھائیوں کی تکلیف دور کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 12ستمبر 2003ء میں فرماتے ہیں :۔

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اورتکلیفوں کو اس سے دور کرے گا۔ اور جس شخص نے کسی تنگدست کو آرام پہنچایا اور اس کے لئے آسانی مہیا کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لئے آسانیاں مہیا کرے گا۔ جس نے کسی ......کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ آخرت میں‌اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد پر تیار رہتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کے لئے تیار ہو۔ جو شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور اس کے درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر سکینت اور اطمینان نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپے رکھتی ہے ، فرشتے ان کو گھیرے رکھتے ہیں۔ اپنے مقربین میں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتا رہتاہے۔ جو شخص عمل میں سست رہے اس کا نسب اور خاندان اس کو تیز نہیں بنا سکتا۔ یعنی وہ خاندانی بل بوتے پر جنت میں نہیں جا سکے گا۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن و علی الذکر)

تو اس میں شروع میں جو بیان کیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگوں کے حقوق کا خیال اور یہ کہ تم اپنے بھائیوں کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو دور کرو اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی شفقت کا سلوک تم سے کرے گا اور تمہاری بے چینیوں اور تکلیفوں کو دور کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر یہ احسان ہے۔ فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں تمہیں ڈھانپ لے تو بے چین ، تکلیف زدہ اور تنگدستوں کو جس حد تک تم آرام پہنچا سکتے ہو ، آرام پہنچاؤ تو اللہ تعالیٰ تم سے شفقت کا سلوک کرے گا۔ اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کرو، ان کی غلطی کو پکڑ کر اس کا اعلان نہ کرتے پھرو۔ پتہ نہیں تم میں کتنی کمزوریاں ہیں اور عیب ہیں جن کا حساب روز آخر دینا ہو گا۔ تو اگر اس دنیا میں تم نے اپنے بھائیوں کی عیب پوشی کی ہو گی ، ان کی غلطیوں کو دیکھ کر اس کا چرچا کرنے کی بجائے اس کا ہمدرد بن کر اس کو سمجھانے کی کوشش کی ہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے بھی پردہ پوشی کا سلوک کرے گا۔ تو یہ حقوق العباد ہیں جن کو تم ادا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے۔

پھر حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ا ور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ 235)

پھر روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :رحم کرنے والوں پر رحمان خدا رحم کرے گا۔ تم اہل زمین پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤدکتاب الادب باب فی الرحمۃ)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خداتعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ اول یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ، نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں ۔ اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو اور خداتعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے ، وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہو گا۔ اپنے دشمنوں کو تم خداتعالیٰ کے حوالے کرو۔ قیامت نزدیک ہے تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو ان سے بہت دکھ اٹھانا پڑے گا کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں ان کی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہئے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9صفحہ 165)

(روزنامہ الفضل 13جنوری 2004ء)

کوئی بارش وہ برسا مولا

کوئی بارش وہ برسا مولا پھر موسم سارے چمک اٹھیں
پھر لوگ مبارک بادیں دیں پھر سجدہ گاہیں دمک اٹھیں
کیا بھول ہوئی انسانوں سے ہم عرض کریں یہ رو رو کر
اب معاف بھی کر تقصیروں کو ہم تھکے جنازے ڈھو ڈھو کر
اک بات کھٹکتی ہے سائیں کچھ لوگ خدا بن بیٹھے تھے
کچھ دشت بگولوں کے ذرے خود کیا سے کیا بن بیٹھے
اک نادیدہ سے مچھر نے اوقات کرا دی یاد ہمیں
منظر تھے کیا موسم تھے ہر بات کرا دی یاد ہمیں
اب تنہائی میں یاد آیا ہم بھولے تھے اوقات سائیں
پر جانے دے ہم چاکر ہیں کر پیار کی پھر برسات سائیں
ہم لوگ فقیر ترے در کے تو مالک ہے ستار بھی ہے
تو پالن ہار ہمارا ہے تو مرشد بھی غفار بھی ہے
کوئی بارش وہ برسا مولا پھر موسم سارے چمک اٹھیں
پھر لوگ مبارک بادیں دیں پھر سجدہ گاہیں دمک اٹھیں

(مبارک صدیقی۔یوکے)

ہر دم خیر مانگو

اٹھو سونے والو کرونا ہے آیا
وہ دنیا کو دینے یہ پیغام لایا
جو دنیا میں پڑ کر خدا کو تھے بھولے
انہیں ایک جھٹکے سے رب نے جگایا
گناہوں میں دنیا بڑھی جا رہی تھی
خدا کے جو فرماں تھے ان کو بھلایا
خدا بن کے بیٹھے تھے تم اس زمیں پر
خدا نے وجود اپنا تم کو بتایا
تکبر تمہارا کرونا نے توڑا
تمہیں پھر اچانک خدا یاد آیا
اے مومن اسی رب سے تم خیر مانگو
ہے دنیا میں جس نے یہ جلوہ دکھایا

خواجہ عبدالمومن۔ناروے

عبدالسمیع خان۔غانا

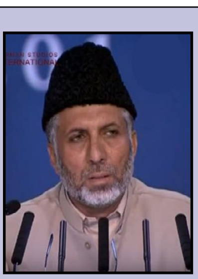

جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن ۔ صادقانہ محبت کے عاشقانہ نظارے

قرآن پڑھنے، پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کی سچی لگن کے دلکش واقعات

قسط نمبر 1

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے صحابہؓ میں عشق قرآن کی جو لو لگائی وہ مسلسل جل رہی ہے اور نسلاً بعد نسلٍ یہ نور منتقل ہو رہا ہے اور ترقی پذیر ہے۔ صحابہؓ کی تربیت یافتہ نسلوں نے عشق قرآن سے لبریز ہو کر پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کے جو قابل تقلید مناظر پیش کئے ہیں ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مکرم حافظ قدرت اللہ

مکرم حافظ قدرت اللہ نے اپنی خودنوشت داستان حافظ میں اپنی محبت اور خدمات قرآن کا کئی جگہ ذکر کیا ہے۔ ان سب کو ترتیب کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

مجھے اپنے حفظ قرآن کا زمانہ بھی یاد آرہا ہے جو غالباً 1929ء کا ہو گا۔ جب خاکسار کے والد محترم چک نمبر 47 شمالی (ضلع سرگودھا) میں کچھ عرصہ کے لئے رہائش پذیر تھے بلکہ آپ ہی نے اس گاؤں کی جماعت کو جلا بخشی تھی۔ وہاں رمضان المبارک کے مہینہ میں یہ عاجز موجود تھا۔ نماز تراویح میں آپ نے سارا قرآن کریم کھول کر سنا تھا اور جہاں غلطی کرتا تھا وہ درست فرمادیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ اسی طرح اس زمانہ میں ایک دفعہ میرے بہنوئی محترم قاضی محمد رشید انصاری جو راولپنڈی جماعت کے صدر تھے انہوں نے رمضان کے مہینہ میں تراویح کے لئے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ پھر دوسری بار جب وہ نوشہرہ میں تھے تو انہوں نے مجھے رمضان المبارک میں تراویح کے لئے بلایا اور وہاں میں نے قرآن کریم سنایا۔

میرے بچپن کا زمانہ تھا قادیان میں اس زمانہ میں کوئی 20 کے قریب مساجد تھیں جہاں رمضان المبارک کے مہینہ میں عشاء کے بعد تراویح کا اہتمام ہوتا اور نہایت باقاعدگی کے ساتھ ان مساجد میں قرآن کریم ختم کیا جاتا۔ ان سب مساجد میں قادیان کی بیت مبارک کو ایک خاص امتیاز حاصل تھا کہ وہاں عشاء کے بعد کی بجائے سحری کے وقت نماز تراویح کا اہتمام ہوتا تھا۔

رمضان المبارک میں لندن کی بیت الفضل میں بھی 1946ء میں اور پھر ہالینڈ کی بیت الذکر میں بھی قرآن ختم کرنے کی توفیق ملتی رہی۔

لندن میں تبلیغ کا ایک ذریعہ ہائیڈ پارک میں تقریر کرنے کا بھی تھا۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسے پروگرامز میں بھی حصہ لینے کا موقع ملا۔ ہائیڈ پارک میں انگریزی میں تقریر کرنے کی قابلیت تو اس وقت نہ تھی تاہم حاضرین کو اکٹھا کرنے کے لئے تلاوت کئی دفعہ کی اور جب تلاوت کے نتیجہ میں کچھ لوگ جمع ہو جاتے تو ہم میں سے کوئی دوست تقریر شروع کر دیتے اور پھر تبادلہ خیال کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

حضرت حافظ روشن علی کا وجود اب تک نظر کے سامنے ہے۔ آخری زمانہ میں ان کی رہائش ہمارے ہی مکان کے چوبارہ پر تھی۔ غالباً 1924ء کا زمانہ تھا۔ رمضان المبارک میں درس کے لئے تشریف لے جاتے۔ تو گھر میں اپنی اہلیہ محترمہ کو ایک دفعہ پہلے سارا سپارہ سنا کر تشریف لے جاتے۔ آپ کی آواز میں ایک مٹھاس تھی۔ اسی طرح حافظ جمال احمد کا مسجد اقصیٰ میں قرآن مجید پڑھنا یاد ہے۔ ہمارے استاد حضرت حافظ سلطان حامد جو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمدؒ کے بھی حافظ کلاس میں استاد رہے ہیں اور مسجد اقصیٰ کے امام الصلوٰۃ ہوا کرتے تھے۔ ان کے پڑھنے کا رنگ بھی گو تحت اللفظ کے طرز کا تھا۔ مگر بہت پُرلطف تھا۔ یہی کیفیت حضرت حافظ غلام رسول وزیرآبادی کی تھی۔ انہیں قرآن پر بڑا عبور تھا اور قرآن پاک کے لفظ موتیوں کی طرح ان کے منہ سے نکلتے تھے۔ ان کی فیض محبت سے بارہا لطف اندوز ہونے کا موقع ملا۔ (داستان حافظ)

مکرم چوہدری محمد حسین

مکرم محمد شفیق قیصر لکھتے ہیں۔

اباجان محترم چوہدری محمد حسین راجن پور کے قریب ایک گاؤں موضع سو ہیں میں رہتے تھے۔ آپ نے اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدیت کو قبول کرنے کی سعادت پائی۔ بعد میں آپ کی تحریک پر آپ کے والد یعنی ہمارے دادا جان اور دوسرے خاندان کے افراد احمدیت کی آغوش میں آئے۔ والد چھوٹی عمر میں قادیان دارالامان تشریف لے آئے۔ اباجان قرآن کریم کے عاشق تھے۔ ایک چھوٹے سائز کا قرآن کریم ہر وقت اباجان کے پاس رہتا۔ جب بھی موقع ملتا بجائے کسی اور گپ شپ کے اباجان قرآن مجید کو کھول کر اس کی تلاوت کرتے۔ آپ زمیندار تھے۔ بیلوں کے ذریعہ کاشتکاری کرتے ہل چلاتے ہوئے جب تھک جاتے تو آرام کرنے کے لئے جب بیٹھتے تو قرآن کریم کو کھول کر پڑھنا شروع کر دیتے۔ بعض اوقات جب اکٹھے زمیندار ہل وغیرہ چلاتے تو آرام کے وقت جبکہ دوسرے لوگ حقہ پینے یا پھر دوسری دنیاداری کی باتوں میں مشغول ہوتے تو آپ قرآن کریم کو جیب سے نکال کر اس کی تلاوت میں مشغول ہوتے۔ آپ کو فارغ بیٹھے ہوئے نہ دیکھا یا تو آپ کسی نہ کسی کام میں مشغول ہیں، سو رہے ہیں یا پھر قرآن کریم آپ کے ہاتھوں میں ہوتا اور آپ اس کی تلاوت کر رہے ہوتے۔ اگر وقت ایسا ہوتا یا روشنی کا انتظام نہ ہوتا تو بعض مسنون دعائیں جو قرآن کریم میں ہیں ان کو باآواز بلند بڑے سوز سے گھر میں، سفر میں پڑھتے رہتے۔

(الفضل 9 دسمبر 2009ء)

محترم خیرالدین بٹ

محترمہ رشیدہ تسنیم خان اپنے والد خیرالدین بٹ کے ذکر میں لکھتی ہیں۔

اباجی کو صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کا شوق تھا۔ اکثر مسنون عبادات، دعاؤں اور قرآن حکیم کی تلاوت میں منہمک رہتے، آپ کے اکثر رشتہ دار آپ کے بارے میں فکرمندی کا اظہار ان الفاظ میں کرتے۔

’’خیرالدین اچھا بھلا عقلمند آدمی ہے، لیکن بے پیرا ہے، ڈر ہے کہیں عیسائی نہ ہو جائے! آپ کے تقویٰ طہارت کے باعث ملازمت کے دوران جہاں جاتے وہاں امام الصلوٰۃ کے فرائض پر آپ کے سپرد ہوتے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے اھدنا الصراط المستقیم کا تکرار کرتے اور دعاؤں میں رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ ... کا درد سے تکرار کرتے۔ اپنے ماحول میں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا فریضہ بڑے شوق سے ادا کرتے۔ قرآن کریم کی تلاوت بڑی احتیاط کے ساتھ صحیح مخرج سے کرتے تھے۔ (الفضل 21 مئی 2010ء)

مکرم انشاء اللہ خان

مکرم محمد شفیع خان لکھتے ہیں کہ میں 1965ء میں کراچی سے لاہور سرکاری ملازمت پر آیا تو دلی دروازہ کی مسجد میں احمدی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ مکرم انشاء اللہ خان سے ملاقات ہوئی۔ 50 کے لگ تھے۔ ان سے بے تکلفی ہو گئی۔

انہوں نے مجھے کہا کہ تم مجھے کچھ ایسے بچے ڈھونڈکر دو جنہیں میں قرآن شریف پڑھا دیا کروں میرے پاس عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت خالی ہے ایسے بچے جو سکول جاتے ہوں اور دن کے پچھلے پہر پڑھنا چاہیں وہ مجھے بتا دیں۔ میں نے ان سے کہا میں ساندہ کلاں میں رہتا ہوں وہاں قریب کی آبادی کرشن نگر میں احمدی رہتے ہیں پتہ کرکے بتاؤں گا میں ابھی لاہور میں نیا ہوں زیادہ واقفیت نہیں مجھے کچھ وقت دیں وہ کہنے لگے ٹھیک ہے مجھے چند یوم میں بتا دیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کے گھر سے ساندہ کلاں دو تین میل دور ہے کیا آپ کے پاس گاڑی ہے جس پر آپ اتنی دور آ سکیں گے کہنے لگے گاڑی تو ہے لیکن میں پیدل جایا کروں گا تاکہ میری واک بھی ہو جائے۔ کچھ دن بعد پھر انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ بچے قرآن کریم پڑھانے کے لئے دو میں نے جواب دیا کوشش کر رہاہوں ابھی تک کسی سے رابطہ نہیں ہوا۔ میرا جواب سن کر وہ مجھ سے ناراض ہو گئے کئی روز گزر گئے تو ایک روز ملاقات پر بتایا کہ مجھے بچے مل گئے ہیں وہ بہت خوش تھے۔وہ صبح گھر سے نوافل اور تہجد ادا کرکے نکلتے اور پیدل چاہے کتنی بھی دور بچوں کے گھر ہوں وہاں جاتے پہلے نماز فجر وہاں ادا کرتے پھر بچوں کو قرآن کریم پڑھا کر پیدل ہی واپس گھر تک آتے وہ دفتری اوقات کے بعد پیدل نکلتے اور قرآن کریم پڑھا کر مغرب تک واپس آ جاتے انہوں نے یسرنا القرآن خود مرکز سے منگوا کر رکھے تھے ۔ جو وہ خود بلامعاوضہ بچوں کو دیتے مجھے ایک دن کہنے لگے تم نے کیا حضور پُر نور کا یہ قول سنا ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کو دنیا میں عزت دیں گے وہ آسمان پر قیامت کے روز عزت پائیں گے۔

مولانا ظہور حسین

حضرت مولانا ظہور حسین بخارا کو جاسوسی کے الزام میں روس کی جیلوں میں غیرانسانی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا مگر انہوں نے وہاں بھی عبادت کا جھنڈا سر بلند رکھا۔ وہ اپنی آپ بیتی میں تحریر فرماتے ہیں۔

میں دن رات بس اللہ تعالیٰ سے ہی دعائیں مانگتا اور حسب عادت رات کو تہجد کے لئے اٹھتا۔ صبح کے وقت نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو نفل ادا کرتا اور اللہ کریم سے اپنی حفاظت اور بچاؤ کی دعا مانگتا۔

اشک آباد جیل خانہ میں بہت سے ترک قیدی تھے۔ وہ مجھے روزانہ نماز پڑھتے اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے دیکھتے تھے اور ان میں سے بہتوں کو مجھ سے شدید محبت ہوگئی۔

تاشقند جیل میں بہت سے مسلمان قیدی تھے انہوں نے مجھے اپنا امام منتخب کرلیا اور سب میری اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔

(مولوی ظہور حسین مجاہد اول روس و بخارا 56,47,44)

چوہدری محمد حسین

چوہدری محمد حسین والد محترم ڈاکٹر عبدالسلام کے متعلق ان کے بیٹے چوہدری عبدالرشید لکھتے ہیں۔

قرآن پاک اور کتب حضرت مسیح موعودؑ ہر وقت پڑھنے کی عادت تھی۔ ہمیشہ قرآن پاک کا درس گھر میں خود دیتے تھے اور ہم سب بھائی بہنوں کو زیادہ سے زیادہ قرآن پاک یاد کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد 21 ص451)

حضرت مولوی محمد الیاس

حضرت مولوی محمد الیاس نے جب احمدیت قبول کی تو لوگ عورتوں کو ان کی اہلیہ اشرف بی بی کے پاس بھیجتے کہ محمد الیاس قادیانی کافر ہو گیا ہے۔ اب تمہارا نکاح محمد الیاس سے ٹوٹ گیا ہے۔ تم اپنی والدہ کے گھر چلی جاؤ۔ (والد پہلے ہی فوت ہوگئے تھے) ہم تمہارا دوسرا نکاح کسی اور شخص سے کرادیں گے۔ وہ ان عورتوں سے کہتی! یہ کیسا کافر ہے؟ جو نمازیں پڑھتا ہے، تہجد کی نماز میں روتا ہے اور قرآن پاک ہر وقت پڑھتا رہتا ہے۔ اگر یہ کافر ہے تو میں بھی کافرہ ہوں، مجھے ایسا ہی کافر خاوند چاہئے۔ جو مجھ سے بہترین سلوک کرتا ہو۔ بہت نیک پرہیزگار اور نمازی ہو۔ (حیات الیاس ص30)

مکرم حافظ محمد عبداللہ

مکرم مبشر احمد عابد مربی سلسلہ محترم مولانا دوست محمد شاہد کے والد محترم حافظ محمد عبداللہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

آپ صبح کی نماز کے بعد بچے اور بچیوں کو تین چار گھنٹے قرآن پڑھاتے اور نماز سادہ اور باترجمہ سکھاتے اور ہر ایک سے خود سبق سنتے، آپ کی اس محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ ہمارے گاؤں کے آپ کے وقت کے لوگوں کی اکثریت قرآن کریم اور نماز باترجمہ جانتی ہے جو لوگ قرآن پڑھ لیتے ان کو سورۃ بقرہ کی پہلی سترہ آیات زبانی یاد کراتے پھر اس سے آگے قرآن پاک کا ترجمہ شروع کرا دیتے آپ کے پاس رہنے کے لئے صرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اور اس کے آگے ایک سرس یعنی شرین کا درخت تھا جس کے سایہ میں چارپائی ڈال کر بیٹھ جاتے اور سارا دن بچوں بچیوں اور بڑے لوگوں کواپنے دینی علوم سے فیض یاب کرتے۔ (الفضل 10 فروری 2011ء)

سید رفیق احمد شاہ

محترمہ وحیدہ حنیف اپنے سسر مکرم سید رفیق احمد شاہ کے متعلق لکھتی ہیں:

بڑی بچی نے قرآن حفظ کیا تو رمضان میں بیت المبارک میں تراویح پڑھنے لے جاتے کہ قرآن سن کر بھی دوہرائی ہو جائے گی۔ قرآن کریم کی تلاوت کے لئے بچیوں کو کہتے کہ میرے پاس بیٹھ کر کرو۔

وفات سے 8 دن قبل Coma میں چلے گئے روزانہ 4گھنٹے میری وہاں رکنے کی روٹین تھی۔ اس دوران روزانہ میں ایک بار سورۃ یٰسین اور پھر دعائیہ آیات کی باآواز تلاوت کرتی تھی۔ وفات سے ایک روز قبل میں نے تلاوت شروع کی تو آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا۔ میں نے السلام علیکم کہا۔ سر ہلا کر جواب دیا میں نے پوچھا پڑھوں ؟ سر کے اشارے سے ہی جواب دیا کہ ہاں۔ میں پڑھتی رہی میری طرف آنکھیں کھول کر دیکھتے رہے۔ (الفضل 19۔اگست 2011ء)

حاجی تاج محمود

چنیوٹ کے حاجی تاج محمودنے 1902ء میں تحریری بیعت کی۔ 1939ء میں رمضان شریف کے مہینہ میں ان کی اہلیہ کی وفات ہوئی۔ حاجی مع چند اور احمدیوں کے تراویح کی نما زپڑھ رہے تھے۔ ان کا ایک نواسہ جو حافظ قرآن تھا، قرآن مجید سنا رہا تھا کہ ساتھ والے مکان سے رونے کی آوازیں آئیں اور ایک لڑکے نے آکر بتلایا کہ حاجی کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس وقت چار تراویح پڑھی جاچکی تھیں۔ اس حادثہ کی اطلاع پاکر حاجی نے انا للہ پڑھا اور اپنے نواسے کو ہدایت کی کہ بقیہ چار تراویح میں حسب معمول قرآن مجید سنائے۔ پوری نماز ختم کرنے کے بعد وہ اور دیگر اقربا میت والے مکان میں گئے۔

1941ء میں چنیوٹ میں جب بیت الذکر تعمیر ہوئی تو اس دن سے آخری ایام تک وہ بیت الذکر ان کا ملجا و ماویٰ بنی رہی۔ ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت اور وعظ و نصیحت میں مصروف رہتے تھے۔ (متبعین احمد جلد10 ص50,49)

محترم عبدالرحمٰن دہلوی

محترم عبدالرحمان دہلوی کے متعلق ان کے بیٹے فضل الرحمان عامر لکھتے ہیں۔

جب آپ کینیڈا آئے تو چند دن بعد مجھے کہنے لگے کہ پاکستان میں تم نماز اور قرآن روزانہ پڑھنے کی پابندی کرتے تھے لیکن اب دین کا خانہ بالکل خالی ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ تم پاکستان میں رہتے لیکن دین تمہارے پاس رہتا۔ میں نے ان سے معافی مانگی اور کہا کہ آئندہ کبھی انہیں شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ چنانچہ تائیس سال پہلے کی گئی اس نصیحت کے بعد نہ صرف میں نے نماز اور قرآن کی تلاوت میں باقاعدگی اختیار کی بلکہ روزانہ نصف گھنٹہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بھی آپ کو سنایا کرتا اور اس طرح کم از کم تین بار ساری کتب بھی پڑھ ڈالیں۔ دیگر رسائل و جرائد بھی سنایا کرتا۔

کینیڈا میں دوبارہ آنکھوں کا آپریشن ہوا جس کی وجہ سے صحیح طور پر تلاوت قرآن یا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب نہ پڑھ سکتے اور اس کا آپ کو بہت صدمہ تھا۔

(احمدیہ گزٹ کینیڈا۔ اپریل 2009ء)

شیخ محمد یعقوب

محترم شیخ محمد یعقوب چنیوٹی نے درویشی کا عرصہ اس طرح گزارا کہ ایک قابل صد رشک جینا جیا۔ یہ وہ شخص تھا جسے دیکھ کر ذکر الٰہی کا مفہوم پوری طرح ذہن میں سما جاتا تھا۔ بلکہ یوں جی چاہتا تھا کہ اس کا نام بدل کر شیخ محمد یعقوب کی بجائے ’’ذکر الٰہی‘‘ رکھ دیا جائے۔ تہجد کے اولین لمحات میں وہ شخص چارپائی کو چھوڑ کر بیت مبارک میں پہنچ جاتا تھا۔ اور صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اسی چارپائی پر آکر بیٹھ جاتا تھا۔ ایک لے اور ترتیل اور سوز کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت اس طرح کرتا تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس کے پپوٹوں نے آنسوؤں کا ایک سیلاب روک رکھا ہے۔ اس کے چہرے پر رقت کا تصرف ہوتا تھا اور نوک مژگاں پر نم کی جھلک نمایاں ہوتی تھی۔ معصومیت اور فرشتگی کا ایک ہالہ سا اس کے بشرے کو گھیرے رہتا تھا۔

(وہ پھول جو مرجھا گئے حصہ اول ص56)

چوہدری محمد عبداللہ

مکرم چوہدری محمد عبداللہ درویش قادیان قرآن کریم کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کرتے تھے اور تلفظ پر بڑا عبور حاصل تھا۔ کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں 3 دن میں دور مکمل کر لیا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ

پیارے ابا جان دور بیٹھے بغیر قرآن کریم کھلے ہماری قراءت میں غلطیوں کی تصحیح کروا دیا کرتے تھے۔ جسے دیکھ کر ہمیں بڑی حیرت ہوتی تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد نے آپ کی وفات پر آپ کے کتبے کی عبارت پر لکھوایا ’’تلاوت قرآن پاک میں خاص شغف رکھتے تھے۔‘‘

(الفضل 28۔اکتوبر 2011ء)

مولوی محمد شریف

محترم مولوی محمد شریف کو حج کے مناسک ادا کرتے ہوئے مکہ مکرمہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ ان کو ایک معاند احمدیت کی رپورٹ پر اس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ حرم میں مقام ابراہیم کے پاس بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ جنوری 74ء سے مئی 74ء تک جیل میں رہے۔ انہوں نے جیل کے کمرہ میں داخل ہوتے ہی قرآن کریم طلب کیا اور اکثر وقت اس کی تلاوت میں گزارتے تھے اور نہایت خشوع و خضوع سے نمازیں ادا کرتے۔ (عالمگیر برکات مامور زمانہ ص255، 257)

مؤثر نظارہ

1913 ء میں ایک غیراحمدی صحافی محمد اسلم قادیان آئے اور چند دن قیام کرکے واپس گئے۔ انہوں نے واپسی پر اپنے تاثرات تفصیل سے شائع کرائے جن میں لکھا:

صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی مسجد میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو میں نے بلاتمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی مساجد میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کو قرآن خوانی کا مؤثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص441)

خان بہادر سعداللہ خان

خان بہادر سعداللہ خان خٹک پشاور کے رہنے والے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر 1911ء میں بیعت کی اور بیعت کے بعد وہ تبدیلی اختیار کی کہ آپ ولی اللہ بن گئے۔ ایک دفعہ مالاکنڈ کے قدیمی دوست قاضی محمد احمد جان جو احمدیت کے مخالف تھے اور قابل عبرت سزا پا چکے تھے چند اور افسر ساتھ لے کر خان بہادر موصوف کے پاس بطور جرگہ آئے اور کہا کہ خان ہم کو یہ سن کر کہ آپ احمدی ہوئے ہیں سخت صدمہ اور افسوس ہوا ہے۔ کیا اچھا ہوگا اگر آپ پھر توبہ کرلیں۔ خان بہادر نے جواب دیا کہ جب میں آپ کی طرح مسلمان تھا تو آپ کو معلوم ہے کہ آپ ان کی مہربانی سے نہ نماز پڑھتا نہ تہجد نہ قرآن کریم سے کوئی واقفیت یا تعلق تھا سارا دن تاش اور شطرنج میں گزرتا اور لڑکے آکر ناچتے۔ خدا بھلا کرے ہمارے مولوی مظفر احمد کا جن کے نیک نصائح اور پاک صحبت نے اس گندی زندگی سے بیزار کرا کر پابند نماز و تہجد کیا اور درس قرآن کا شوق دلایا۔ اگر دین یہ نہیں جو احمدیت کے ذریعہ حاصل ہوا اور دین دراصل وہ تھا جو میں آپ لوگوں کی رفاقت میں اختیار کرچکا تھا۔ تو مجھے یہ کفر اس دین سے پسندیدہ ہے اس پر وہ لوگ شرمندہ ہوئے اور اٹھ کر چلے گئے۔

(تاریخ احمدیت جلد17ص406)(الفضل 7 مئی 2004ء)

مکرم میاں ثناء اللہ راجوری

آپ جماعت احمدیہ بڑھانوں کے عرصہ سے پریذیڈنٹ رہے۔ جماعت کی تعلیم و تربیت میں بہت کوشاں رہتے۔ نظام سلسلہ کی پابندی کرانے میں پوری کوشش کرتے۔ درس و تدریس کا سلسلہ باقاعدہ جاری رکھتے۔ مردوں اور عورتوں کو یسرناالقرآن، قرآن کریم ناظرہ اور مترجم حسب مراتب باقاعدہ پڑھانا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ بہت سے مرد اور عورتیں جو کہ بڑی عمر تک پہنچ چکے تھے مگر قرآن کریم پڑھنا نہ جانتے تھے۔ آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں قرآن کریم ناظرہ و مترجم اور دیگر دینی کتب پڑھیں۔ (چار کوٹ کے درویش ص21 از مبارک احمد راجوری)

محترم چوہدری نذیر احمد اور مریم صدیقہ

مکرم مجید احمد بشیر اپنے والدین کے متعلق لکھتے ہیں۔

والد کو قرآن مجید سے عشق تھا محترمہ والدہ صاحبہ خود بھی تلاوت کی عادی تھیں اور اپنی اولاد کو بھی سختی سے پابندی کرواتی تھیں۔ نمازفجر کے بعد پورے گھر سے تلاوت کی آواز آتی۔ تمام بہن بھائی اپنے اپنے انداز میں اونچی آواز سے تلاوت کرتے۔ محترم والد ملازمت کے سلسلہ میں مختلف شہروں میں مقیم رہے لیکن ماہ رمضان ربوہ میں ہی گزارتے تھے۔ رمضان المبارک میں قرآن کریم کے دو دو تین تین دَور کرتے اور ہمیں بھی تلقین کرتے۔ پورے گھر میں ایک مقابلہ کی روح رہتی۔ آپ اس بات کو یقینی بناتے کہ آخری روزہ کے دن چاند نظر آنے سے قبل کم از کم ایک دفعہ گھر کا ہر فرد قرآن مجید ختم کرے۔ قرآن کریم صحت سے پڑھنے کی طرف ہر وقت توجہ دلاتے بلکہ جب ہم تلاوت کرتے تو اگر زیر زبر کی غلطی ہو جاتی تو فوراً درست کرواتے۔ گو حافظ قرآن تو نہ تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عربی کے قواعد کی کسی حد تک سدھ بدھ رکھتے تھے۔ رمضان المبارک میں بیت مبارک میں درس قرآن سے استفادہ کرتے اور ہمیں بھی نہ صرف تلقین کرتے بلکہ نگرانی بھی فرماتے تھے۔ تمام بہن بھائیوں نے چھوٹی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا تھا۔ اس سلسلہ کو اولاد در اولاد بھی قائم رکھا۔ اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں نے ہمارے والدین کی خصوصی دعاؤں اور کوششوں سے قرآن کریم کا پہلا دور چھوٹی عمروں میں ہی مکمل کر لیا اور اس طرح بچپن سے ہی ان کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت بٹھادی۔

محترم والد فرمایا کرتے تھے کہ بچوں کو سکول میں داخل کروانے سے قبل بچوں کو قرآن مجید ناظرہ ضرور ختم کر لینا چاہیے۔ چنانچہ خاکسار کی بڑی بیٹی عزیزہ ڈاکٹر نزہت صبا بشیر (حال امریکہ) نے بعمر 4سال10ماہ، عزیزم سعید احمد نذیر نے بعمر سوا چار سال، چھوٹے بیٹے عزیزم نوید احمد ظفرنے بعمر 4 سال 9 ماہ میں قرآن مجید ختم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس نور سے منور کرے اور پاکیزہ زندگی عطا فرمائے۔

محترم والد نے خاکسار کے بیٹے عزیزم سعید احمد نذیر سلمہ اللہ کے ختم قرآن کے موقع پر ایک خط روزنامہ الفضل کو بھجوایا۔ جو قارئین کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

گزشتہ دنوں الفضل کے ایک شمارہ میں قاعدہ یسرناالقرآن کی افادیت پر ایک دوست کا نوٹ نظر سے گزرا۔ واقعی قرآن کریم ناظرہ جاننے، سیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک نہایت ہی آسان راہ عطا کردی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے بھی اس کی تعریف فرمائی ہے بالخصوص بچوں کے لئے تویہ قاعدہ بہت ہی عمدہ پایا گیا ہے اور اگر بچے کو چھوٹی عمر میں ہی سکول بھیجنے سے پہلے پہلے یہ قاعدہ پڑھا دیا جاوے تو وہ بڑی آسانی سے قرآن کریم ختم کرلیتاہے۔ میری طرح اور دوستوں کو بھی اس کا تجربہ ہے کہ بچوں کو با لعموم جب وہ صاف صاف باتیں کرنے لگ جاتے ہیں ۔یعنی تین چار سال کی درمیانی عمر میں تو کھیل کھیل میں ہی اس قاعدہ پر وہ عبور حاصل کر لیتے ہیں اور قرآن کریم کا پاک تاج اپنے سر پر سجانے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حال ہی میں میں اپنے ایک پوتے عزیزی سعید احمد نذیر کے بارے میں اپنا تجربہ جان سے پیارے آقا کے ارشاد کے ہمراہ بیان کرنا چاہتا ہوں جوکہ بہت سے دوستوں کے لئے راہنمائی کا موجب بن سکتا ہے ۔اُمید ہے یہ شائع فرماکر ممنون فرماویں گے ۔

میں نے اپنے اس عزیزکو ساڑھے تین سال کی عمر میں یا اس سے کچھ پہلے جب وہ اس قابل ہوا کہ ہر قسم کی باتیں کرنے لگ گیا تو میں نے اس کو اس قاعدہ کی طرف لگایا لیکن جب وہ جزم پر پہنچا تو بالکل اٹک گیا اورمیں ہر طریق سے اس کو آگے گزارنے پر کامیاب نہ ہواتو میں نے اس کی والدہ سے کہا کہ وہ صورت حال بیان کرکے اپنے جان سے پیارے آقا سے نہ صرف دعاکے لئے عرض کرے بلکہ راہنمائی بھی طلب کرے تو اس کے جواب میں حضور پُر نور نے ڈھیروں دعائیں اور پیار دیتے ہوئے فرمایا ۔

''آپ نے جو اپنے بچہ کے متعلق تحریرکیا ہے آپ گھبرائیں نہیں بعض بچے بعض خاص جگہ اٹکتے ہیں صرف سمجھا کر آگے گزر جانا چاہیئے ۔عمر کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ خود ہی سمجھ آجائے گی۔''

چنانچہ جب حضور کے اس ارشاد پر عمل کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور عزیز موصوف نے نہ صرف قاعدہ خود پڑھ لیا بلکہ سوا چار سال کی چھوٹی عمر میں ہی قرآن مجید ختم کر لیا۔ (روزنامہ الفضل 20 فروری 1991ء)

محترم والدین قرآن مجید سے بہت پیار کرتے تھے اور حتی الوسع قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ تفسیر صغیر اکثر زیر مطالعہ رہتی۔ محترمہ والدہ صاحبہ صبح تلاوت کے بعد اونچی آواز میں ترجمہ بھی پڑھتیں۔ میرے خیال میں وہ اس لئے بھی ایسا کرتی تھیں کہ سارے بچے بھی قرآن مجید کی تعلیم کو سنیں۔ ہمیں بھی اکثر ترجمہ پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔ خاکسار کو یاد ہے کہ محترم والداکسار کو قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ پڑھنے کی نصیحت کرتے۔ ایف ایس سی میں یہ ہدایت تھی کہ ہر اتوار کو خط لکھیں اور جو ترجمہ انگریزی میں پڑھا ہے اس کا خلاصہ اُردو میں کر کے ان کو بذریعہ خط بھجوائیں۔ یہ والد کی نگرانی کا ہی نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف قرآن مجید سے شغف بڑھا بلکہ انگریزی سمجھنے اور بولنے میں بہتری آتی گئی۔

(الفضل 8 مارچ 2012ء)

محترم میر غلام احمد نسیم

آپ تحریر فرماتے ہیں۔

بچپن میں اپنے والد محترم میاں صلاح محمد کو ''سورۃالحشر'' کی آیات 19تا25 کی تلاوت پُرسوز آواز میں کرتے ہوئے سنا کرتا تھااور اسی و قت دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی ان آیات کی تلاوت کروں۔

گزشتہ صدی کی چوتھی دہائی کے ابتدائی سالوں کی بات ہے کہ مولوی محمد سعد معلم اصلاح و ارشاد ہمارے گاؤں دھوڑیاں پونچھ جموں و کشمیر اپنے فرائض منصبی کے سلسلہ میں تشریف لائے اور نماز کی امامت کراتے ہوئے ''سورۃ بنی اسرائیل'' کی آیات 79 تا85 کی نہایت ہی خوش الحانی سے تلاوت کیں۔ ان کی اس تلاوت کا مجھ پہ اتنا اثر ہوا کہ باوجود کم عمری کے ان آیات کا حوالہ حاصل کرکے سارا رکوع حفظ کر لیا اور جب بھی نماز باجماعت پڑھانے کا موقعہ میسر آیا اس رکوع کی تلاوت کی۔

طالب علمی کے ابتدائی دور کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ چار کوٹ راجوری کے سیکرٹری مال نے نماز جمعہ کے بعد حاضرین کو مالی قربانی کرنے کی طرف توجہ دلانے سے قبل ''سورہ الصف'' کی آیات 11،12 اور 13کی تلاوت کی۔ ان آیات اور ان کا ترجمہ سننے سے اس حد تک متاثر ہوا کہ عمر بھر مالی قربانی کی حسب توفیق رغبت رہی۔ ان آیات کو حفظ بھی کیا اور موقع پیش آنے پر تلقین کے لئے تلاوت بھی کرتا رہا۔

اسی طرح ایک طالب علم جو ہمارے ساتھ آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا بعض اوقات چلتے پھرتے ''سورۃ الدھر'' کی آیات 2، 3 اور 4کی تلاوت پُر سوز آواز اور کسی حد تک تجوید کے ساتھ کرتاکہ مجھے بھی ان آیات کو زبانی یاد کرنے کی رغبت ہوئی۔

(الفضل 24۔اگست 2011ء)

ایم اے سلمان

محفوظ چاردیواری میں کون ہیں؟

''وہ لوگ جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں''

ہر زمانے کا مامور من اللہ اس زمانے کے لوگوں کے لئے بطور نجات دہندہ ہوتا ہے ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بنی نوع انسان کو ہلاکتوں سے بچانے کے لئے بھیجا ہے ۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ كَيْفَ تُهْلِكُ أُمَّةً أَنَا أَوَّلُهَا وَالْمَسِيحُ آخِرُهَا (کتاب الفتن لابی نعیم بابقَدْرُبَقَاءِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ نُزُولِهِ) میری امت ہلاک نہیں ہو سکتی کیونکہ میں اس کے شروع میں ہوں اور عیسی بن مریم اس کے آخر میں ہے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

ہلاکتوں کی بہت سی اقسام ہیں ان سب سے بچنے کے لئے جہاں احتیاطی تدابیر بھی ضروری اور لازمی ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی حفاظت بھی ضروری ہے جو وقت کے امام سے جڑنے اور اس کے روحانی گھر میں داخل ہونے سے ملتی ہے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ الہام عطا فرمایا کہاِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار ۔ اس کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں ۔

''جو شخص میری تعلیم پر پوراپورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہےاِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار ۔ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندار ہے میں اسکو بچاؤں گا۔اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں ۔''

(کشتی نوح،روحانی خزائن جلد19صفحہ10)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تعلیمات آپ کی کتب میں درج ہیں جن کا پڑھنا ہم سب کے لئے بہت ضروری ہے ۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 361)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ فرماتے ہیں۔

''اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے مرزا صاحب کو امام مانا ،صادق سمجھا، بہت اچھا کیا لیکن کیا اس غرض و غایت کو سمجھا کہ امام کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اس کا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبدالکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسیوں سے معلوم نہیں ہو سکتی ' اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہوسکتا ہے جو خود اس کے لانے والے کے بیان میں ہے۔'' (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 314)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''ہر قسم کی علمی اور اخلاقی ،روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ ؑ کی یہی تحریرات ہیں اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا ، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے۔''

(پیغامبر کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ 5)

پس ان ایام میں جب کہ ہمارا سارا وقت گھروں میں گزرتا ہے اور مطالعہ کے لئے بہت سا وقت نکل سکتا ہے تمام مردو زن خصوصاً طلبہ کو ان ایام میں ضرور ان بابرکت کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے اور ان پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے عملی طور پر بھی ہم اس چار دیواری کے اندر داخل ہو جائیں جہاں اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا وعدہ ہے ۔

پروفیسر قاضی محمد اسلم

نماز میں توجہ قائم رکھنے کے ذرائع کا تجزیہ

نماز میں توجہ پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے متعدد مؤثر ذرائع ہیں اور ان مؤثر ذرائع کا تجزیہ اور وضاحت اچھی خاصی دلچسپی کا باعث رہے گی۔ نماز کے ارکان میں توجہ قائم رکھنے کے ذرائع کی مختلف نوعیتیں ہیں۔ جن کی ظاہری شکلیں اپنی مختلف حرکات و سکنات کے ساتھ توجہ کے قیام اور تسلسل میں بہت مد ثابت ہوتی ہیں۔ نماز کی رکعتوں میں تقسیم، نماز میں توجہ پیدا کرنے کے لئے نمایاں طور پر مد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ نماز کی اس تقسیم سے یقیناً اور بھی کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ نماز میں تصورات اور خیالات مخل نہ ہوں کیونکہ یہ دماغ کا خاصہ ہے کہ ایک خیال دوسرے خیال کو جنم دیتا ہے جو آپس میں اس طرح مربوط ہوتے ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنا کاردارد ہے۔ یہ امر قدرتی ہے۔ اسی لئے جب ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے ہیں تو خیالات اور تصورات کا یہ کارواں بھی سایے کی طرح ہمارے ساتھ ساتھ حرکت کرتا رہتا ہے جب ہم ایک کام میں مشغول ہوں تو فطری طور پر آئندہ کرنے والے کام کی ایک جھلک موجودہ کام میں بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے موجودہ کام میں آئندہ آنے والے کام کے خیال اور تصور کا کچھ حصہ ضرور آجائے۔ اب ہماری روزمرہ کی زندگی افعال و اشغال کا لامتناہی چکر ہے اسی لئے بعض اوقات کسی کام میں توجہ کو قائم رکھنا نہایت مشکل ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری پنجگانہ نمازیں روزمرہ کی مصروفیتوں اور سرگرمیوں سے الگ نہیں کی جاسکتیں۔

پس نماز کے اصل حصے کو دوسرے افعال کے خیالات و تصورات سے محفوظ رکھنا ازحد ضروری ہے۔ اسی واسطے نماز کے حصوں کو اہمیت کے لحاظ سے اس طرح تقسیم کیا گیا کہ زیادہ اہم حصے کو فرائض قرار دیا گیا اور کم اہم کو سنن۔ سنتیں اگرچہ ضروری ہیں لیکن ان کی اہمیت اپنے وقت اور ماحول کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ ایسی نمازیں جن میں فرائض سنن کے درمیان واقع ہیں ان سنتوں سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ قبل از نماز اور مابعد کے دنیاوی اور غیر ضروری کاموں کے خیالات کی یورش سے انسانی دماغ فرض نماز میں محفوظ رہتا ہے۔ فرض نماز سے قبل سنتیں ان پراگندہ خیالات کو بڑی حد تک دور کردیتی ہیں جو نماز سے پہلے کے کاموں سے متعلق ہوتے ہیں جن سے چھٹکارا حاصل کرکے انسان نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اور نماز کے بعد کی سنتیں ان خیالات کو فرض نماز کی ادائیگی کے وقت دور رکھتی ہیں جو انسان کو نماز کے بعد کرنے ہوتے ہیں۔ اس طرح سے سنن کے فرض نماز سے پہلے یا بعد میں آنے کی حکمت واضح ہو جاتی ہے۔ سنن کا بعض نمازوں سے الحاق بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے اور جیسا کہ ان کی ترتیب سے ظاہر ہے کہ ان کو حضور قلب کے حصول کے لئے مدو معاون کے طور پر مقرر کیا گیا ہے۔ مثلاً فجر کی نماز نیند کے بعد ادا کی جاتی ہے جس کے بعد عام طور سے جلد ہی دنیوی اشغال کے شروع ہونے کی توقع نہیں کی جاتی اس لئے فرض نماز کے بعد کسی قسم کی سنتوں کو نہیں رکھا گیا لیکن فرائض سے پہلے دو سنتوں کے ادا کرنے کا حکم دیا گیاہے۔ کیونکہ انسان جب سونے کے بعد بستر استراحت سے اٹھتا ہے تو نیند کے غلبے کی وجہ سے کچھ سستی اور کاہلی کے اثرات ضرور موجود رہتے ہیں۔ فرائض سے قبل ان سنتوں کو ادا کرنے سے یہ سستی اور کاہلی دور ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نمازی فرائض کو زیادہ توجہ سے ادا کرسکتا ہے۔ ظہر کی نماز عموماً نصف دن یعنی اوقات کار کے درمیان ادا کی جاتی ہے اور چونکہ نمازی نے نماز کے بعد بھی اتنے ضروری کام کرنے ہوتے ہیں جیسا کہ وہ نماز سے قبل بھی اہم دنیوی کاموں میں مشغول ہوتا ہے اس لئے سنن کو نماز سے قبل اور بعد میں رکھ دیا گیا ہے۔ عصر کی فرض نماز سے قبل سنتوں کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ عموماً اس وقت انسان اپنے دنیاوی کام ختم کرچکا ہے اور ذہن انسانی سے منتشر و پراگندہ خیالات دور ہوچکے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عصر کی نماز میں سنتوں کو شامل نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اس نماز کے بعد عموماً کوئی کام باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح مغرب کی نماز سے قبل بھی کوئی سنتیں نہیں ادا کی جاتیں۔ اس کا سبب یہی ہے کہ عصر کی نماز کے بعد ایسا کوئی کام نہیں کیا جاتا جس کے گہرے نقوش دماغ کو پراگندہ کردیں۔ اور چونکہ غروب آفتاب اور رات کے طاری ہونے کے درمیان بہت کم وقفہ ہوتا ہے اس لئے پہلے سنن مقرر نہیں کی گئیں۔ البتہ مغرب کی نماز کے بعد سنن مقرر کی گئی ہیں جس کی وجہ یہی ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد عموماً کھانا کھایا جاتا ہے اور انسانی دماغ کھانے اور اس کے متعلقات کی طرف متوجہ ہونے لگتا ہے اس لئے فرض نماز کو اس ذہنی کشمکش سے محفوظ رکھنے کے لئے دوسنتوں کی زیادتی کردی گئی۔ عشاء کی نماز سے قبل سنتوں کا پڑھنا لازمی قرار نہیں دیا گیا۔ کیونکہ مغرب اور عشاء کے درمیانی وقفے میں عموماً کوئی ایسا واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوتا جس کے اثرات خیالات کو پراگندہ اور منتشر کردیں۔ البتہ نوافل کی اجازت ضرور دی گئی ہے۔ جیسا کہ عصر کی نماز سے قبل بھی ادا کئے جاسکتے ہیں۔ ایسا اس لئے ہے کہ اگر نمازی چاہے تو اپنی توجہ کو قائم اور مضبوط کرنے کے لئے نوافل پڑھ لے۔ اس طرح یکسوئی حاصل ہو جائے گی۔ فرائض کے بعد دو سنتوں اور تین وتروں کو ادا کرنے کا حکم ہے۔ تاکہ وہ خیالات جو بستر استراحت پر لیٹے ہوئے آتے ہیں اور ذہنی اور قلبی یکسوئی کومجروح کرتے ہیں ان کا تدارک کیا جاسکے۔ مومنین تین وتروں کو عموماً آدھی رات یا رات کے پچھلے حصہ میں ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے نیند کے دوران میں بھی نیک خیالات انسانی دماغ کو مصروف و مشغول رکھتے ہیں۔ اس طرح انسان اپنی نیند کا غلام نہیں بلکہ مالک و مختار ہوجاتا ہے۔ یعنی جب چاہے اس سے فائدہ اٹھائے اور جب چاہے اس کو اپنے کاموں میں اثرانداز نہ ہونے دے۔

کسی کام کے کرنے سے قبل اور مابعد کے کاموں کے خیالات کا یہ ارتباط بغیر کسی ارادی اور تجرباتی کوشش کے محسوس کیا جاسکتا ہے لیکن اس کا تجزیہ کرنا بھی نہایت آسان ہے۔ مثلاً جو صورت نماز میں میں نے پیش کی ہے اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو دو حصوں میں اس طرح تقسیم کرنا کہ کچھ لابدی قرار دیا جائے اور کچھ حصے پر اتنا ضروری نہ ہو محض اس لئے ہے کہ انسان کی توجہ اس حصہ پر جو نہایت ضروری ہے پوری طرح مرتکز رہے۔ اس قسم کا تجرباتی تجزیہ دو طرح سے مفید نتائج کا حامل ثابت ہوگا اولاً اس عجیب و غریب طریق عبادت یعنی نماز کے دلچسپ اجزا پر روشنی پڑے گی۔ ثانیاً انسانی ذہن سے توجہ کے متعلق کی کیفیت صبح سے دوپہر تک۔ دوپہر سے سہ پہر تک سہ پہر سے شام تک اور شام سے بستر پر دراز ہونے تک اور اس پر پڑنے والے اثرات کی وضاحت ہو جائے گی اس قسم کے تجربے اور تجزیے مذہبی اور نفسیاتی دونوں لحاظ سے نہایت اہم ہوں گے۔

نماز میں توجہ کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ نماز کی اس تقسیم رکعات کے علاوہ کئی اور بھی ایسے امور ہیں جو حضور قلب کے لئے انسان کے مد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ طریق عبادت میں کئی ایسی شرائط اور قیود لگادی گئی ہیں جو توجہ کو برقرار رکھنے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ نہایت اختصار کے ساتھ ان پر بھی روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ان قواعد و ضوابط کا مفصل تجزیہ، تجربات و مشاہدات کی روشنی میں پھر کبھی کیا جائے گا۔ سردست چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ان امدادی ذرائع میں سب سے اہم بات نماز کو خاص ضبط و نظم کے ساتھ باجماعت ادا کرنا ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ حضرت بانی اسلام ﷺ نے اور اس وقت سے لے کر اب تک کے علماء و فضلاء نے بیوت الذکر میں نماز باجماعت ادا کرنے پر زور دیا ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے مستند ائمہ اس خیال کے موید ہیں کہ نماز صرف اسی وقت نماز کہلا سکتی ہے۔ جب اسے بیوت الذکر میں جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے۔ یہ بھی عام مسلمہ بات ہے کہ نماز باجماعت کی ہیئت و ساخت دوسری اجتماعی عبادات سے بہت مختلف ہے۔…کی باجماعت نماز چند نمازیوں یا عبادت گزاروں کا کوئی معمولی مجمع نہیں بلکہ ایک ایسا منظم اجتماع ہے جس کی قیادت امام الصلوٰۃ کرتا ہے۔ امام الصلوٰۃ کی حیثیت کے متعلق اتنا جاننا ضروری ہے کہ اس کی حرکات و سکنات کا مکمل تتبع مقتدیوں پر واجب ہے یہاں تک کہ اگر امام سے غیر ارادی طور پر کوئی فروگزاشت بھی ہو جائے تب بھی مقتدیوں کو حکم ہے کہ امام کی اطاعت کریں۔ ایسے اجتماع کا وجود حضور قلب کے حصول اور توجہ کے قیام میں کس قدر معاونت کرتا ہے۔ امام کی حرکات و سکنات بھی مقتدیوں کی توجہ کو انتشار سے بچاتی ہیں۔ مقتدی جونہی خیالات و تصورات کے پیچھے بھٹکنے لگتے ہیں جو کسی کام کے مسلسل کرنے کی وجہ سے قدرتی طور پر پیدا ہوجاتے ہیں۔ تو امام کا بلند آواز سے تبدیلی حرکات کا اعلان ان کی توجہ پھر نماز کی طرف منعطف کرا دیتا ہے۔ یہاں ہم ضرورت تبدیلی حرکات کے نکتے کی حقیقت سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں۔ نماز کی سنجیدہ، متین ادائیگی میں مختلف حرکات و سکنات اور ان پر امام کی بلند آواز تکبیروں سے نمازیوں کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ وہ ایک حالت کے اکتا دینے والے تسلسل سے جو نماز کی لذت کا ستیا ناس کرسکتا ہے محفوظ ہوجاتے ہیں۔

نماز میں توجہ قائم رکھنے کا ایک اور اہم ذریعہ وہ حکم ہے جس کی رو سے نمازیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عبادت کے دوران میں اپنی آنکھیں خوابیدہ کرنے کی بجائے اس مقام پر مرکوز کریں جسے سجدہ ریز ہونے کی حالت میں ان کے ماتھے چھوئیں گے۔ اکثر لوگ عموماً اور اہل مغرب خصوصاً اس حکم پر اعتراض کرتے ہیں لیکن اگر ہم غور سے جائزہ لیں تو توجہ قائم رکھنے کے سلسلہ میں اس کی ضرورت بھی واضح ہو جاتی ہے اگر بصارت کی حس مصروف عمل نہ ہو جیسا کہ آنکھ بند کرلینے کی صورت میں ہوتا ہے تو نمازی کا ذہن سننے، چھونے اور سونگھنے، غرض ہر قسم کے بیرونی اثرات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ نمازی کے ذہن کو اس قسم کے اشتعال انگیز خارجی اثرات سے بچانے کے لئے بہترین صورت یہی ہوسکتی تھی کہ حواس خمسہ میں سے کوئی ایک حس پوری قوت کے ساتھ مصروف عمل رہے۔ ایک حس کے پوری شدت سے مصروف عمل ہونے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ باقی حواس بیرونی اثرات کو قبول کرنے کی عام صلاحیت سے وقتی طور پر بے بہرہ ہو جائیں گے۔ اب ایسی آسان اور کارآمد حس صرف بصارت کی حس ہوسکتی ہے۔ آنکھوں کو بروئے کار لانے سے نمازی نیند کے حملہ سے بچ جاتا ہے اور ساتھ ساتھ دوسرے حواس بھی شدت عمل کو چھوڑ دیتے ہیں، قوت باصرہ کے انتشار کو روکنے کے لئے سادہ اور عام درجہ کی صفوں اور چٹائیوں پر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ رنگا رنگ اور بو قلموں قالین، غالیچے اور چٹائیاں نماز کے لئے مستحسن نہیں سمجھی گئیں۔

اس کے علاوہ وضو کارکن بھی نماز میں توجہ قائم رکھنے کے لئے مد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ یہ حضور قلب کے حصول میں مد و معاون ثابت ہونے والے ارکان کی بالتفصیل وضاحت کا موقع نہیں ہے۔ تاہم نماز کی بناوٹ اور ساخت اور اس میں دوسرے ضروری ارکان اس قابل ہیں کہ ان کا تجرباتی تجزیہ کیا جائے۔ تو ایسا تجربہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اگر ان تمام اجزاء کا مطالعہ کیا جائے۔ ان کی اصل حقیقت تلاش کی جائے تو یہ اقدام اسلام اور علم النفس دونوں کے لئے بہت مفید ثابت ہو گا۔ (ماہنامہ خالد، جنوری 1961ء)

فقہ کیا کہتا ہے

شب برأت

شعبان اسلامی کیلنڈر کا آٹھواں مہینہ ہے ۔ اس ماہ کی 15 تاریخ کی رات عوام میں شب برات اور شب قدر کے نام سے مشہور ہے۔

قرآن کریم میں صرف ایک رات کی غیر معمولی فضیلت بیان کی گئی ہے ۔ یعنی ”لیلۃ القدر“ وہ رات جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا ۔ اس کی اہمیت قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے :۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِo وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِo لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍo تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍo سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِo

یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اُس میں فرشتے اور روح القدس اپنے ربّ کے حکم سے ۔ ہر معاملہ میں۔ سلام ہے۔ یہ (سلسلہ) طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔۔ (سورۃ القدر)

احادیث میں لیلۃ القدر کے متعلق آتا ہے کہ یہ ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آتی ہے اور اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے ۔

لیلۃ القدر کے علاوہ کسی اور رات کی اس قدر فضیلت بیان نہیں کی گئی ۔ شب برات منانے کے قائلین قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں شب برات کا ذکر ہے :

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِيْنَ o فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ o

یقیناً ہم نے اسے(یعنی قرآن کو) ایک بڑی مبارک رات میں اتارا ہے۔ ہم بہر صورت اِنذار کرنے والے تھے۔ اس (رات) میں ہر حکمت والے معاملہ کا فیصلہ کیا جاتا ہے ۔ (الدخان آیت 4،5)

شب برات کے قائلین ”لیلہ مبارکہ“ سے شب برات مراد لیتے ہیں ۔ انہوں نے ”لیلہ مبارکہ“یعنی برکت والی رات کو الگ رات قرار دے کر ”لیلۃ القدر“کی تمام فضیلتیں شب برات کے ساتھ منسوب کر دی ہیں جو درست نہیں ہے ۔ لیلۃ القدر کو ہی دوسری جگہ لیلہ مبارکہ یعنی خیر وبرکت والی رات کہا گیا ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ قرآن کریم ماہ رمضان میں نازل ہونا شروع ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ (البقرۃ :186) لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے ۔ اور اس میں عبادت کرنے کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے ۔ صحابہ کرام میں قرآن کریم سمجھنے کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مرتبہ بہت بلند ہے ۔ صحابہ رسول ﷺ میں سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ اور دیگر مفسرین میں سے حضرت قتادہؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک ”لیلہ مبارکہ“ سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے ۔کیونکہ دونوں راتوں میں قرآن کریم کا نزول قدرِ مشترک ہے ۔ لہٰذا ”لیلہ مبارکہ“سے”شب برات“ مراد لینا درست نہیں ہے۔ ”لیلہ مبارکہ“ اور لیلۃ القدرایک ہی رات کے دو نام ہیں۔

حضرت امام رازیؒ تفسیر کبیر میں سورۃ الدخان کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ :۔

”لیلہ مبارکہ کے متعلق مفسرین نے اختلاف کیا ہے ۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دراصل لیلۃ القدر ہی ہے ۔ عکرمہ اور کچھ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یہ شب براء ت ہے جو پندرہ شعبان کو آتی ہے ۔

مفسرین کی اکثریت نے جو لیلہ مبارکہ کو لیلۃ القدر قرار دیتی ہے اپنے قول کی تائید میں درج ذیل دلائل سے استنباط کیا ہے :

اول ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق سورۃ القدر میں فرمایا ہے کہ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ کہ ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ۔ اورسورہ دخان کی اس آیت میں فرمایا إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ کہ ہم نے اس قرآن کو لیلہ مبارکہ میں نازل کیا ۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ لیلہ مبارکہ کو ہی لیلۃ القدر کا نام دیا گیاہے تاکہ دونوں آیات میں تناقض نہ رہے ۔

دوسری دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ (البقرۃ :186)یہاں خداتعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ قرآن کا نزول رمضان کے مہینہ میں ہوا اورسورۃ دخان کی اس آیت میں فرمایا کہ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ کہ ہم نے قرآن کو لیلہ مبارکہ میں نازل کیا ۔ پس اس سے لازم آیا کہ یہ رات رمضان کے مہینوں میں سے ایک رات ہے (نہ کہ شعبان کی رات) ۔ اور جس کسی نے لیلہ مبارکہ کو رمضان کے مہینہ میں تسلیم کیا ہے اس نے اسے لیلۃ القدر ہی قرار دیا ہے ۔ پس ثابت ہوا کہ یہ لیلۃ القدر ہی ہے ۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی صفت میں بیان فرمایا ہے تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ کہ اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اور یہاں لیلہ مبارکہ کی صفت میں فرمایا فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ کہ اس میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے ۔ اور یہ خداتعالیٰ کے اس قول سے مناسبت رکھتا ہے کہ تنزل الملائکۃ والروح فیھا کہ اس رات میں فرشتے اور روح القدس نازل ہوتے ہیں۔ لیلہ مبارکہ کی صفت میں فرمایا أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا۔ اور لیلۃ القدر کی صفت میں فرمایا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ۔ یہاں فرمایا: رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اور سورہ القدر میں فرمایاسَلَامٌ هِيَ ۔ پس جب اس قدر اوصاف مشترک ہیں تو ثابت ہوا کہ دونوں راتیں دراصل ایک ہی رات کے دو نام ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جہاں تک اس گروہ کا تعلق ہے جو شعبان کی پندرھویں رات کو لیلہ مبارکہ قرار دیتا ہے تو میں نے ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں پائی جس پر اعتماد کیا جاسکے ۔ انہوں نے عام افراد سے نقل کرنے پر ہی قناعت کی ہے ۔

(تفسیر کبیر امام رازی زیر آیت الدخان :1-9)

شب برأت کو عربی میں ”لیلۃ البراءۃ“ یعنی بریت کی رات کہتے ہیں ۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس طرح ٹیکس collector جب کسی سے ٹیکس لے لیتا ہے تو اس کے حق میں بریت لکھ دیتا ہے ۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس رات میں اپنے بندوں کے لیے جہنم سے بریت لکھتا ہے ۔

(تفسیر کشاف للعلامہ زمخشری زیر آیت الدخان :1-8)

علامہ زمخشریؒ تفسیر کشاف میں لیلہ مبارکہ والی آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ :۔ لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے ۔ البتہ بعض لوگ اس سے نصف شعبان کی رات مراد لیتے ہیں جس کے چار نام بیان کیے جاتے ہیں ۔ ا۔ لیلہ مبارکہ ۔ ۲۔لیلۃ البراءۃ ۳۔لیلۃ الصك(دستاویز والی رات) ۔ ۴۔ لیلۃ الرحمت۔ کہا جاتا ہے کہ اس رات اور لیلۃ القدر کے درمیان چالیس راتیں ہیں ۔ لیلۃ البراءۃ یعنی شب برات اور لیلۃ الصك کی وجہ تسمیہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس طرح ٹیکس collector جب کسی سے ٹیکس لے لیتا ہے تو اس کے حق میں بریت والی دستاویز لکھ دیتا ہے ۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس رات میں اپنے بندوں کے لیے جہنم سے بریت لکھتا ہے ۔

کہا جاتا ہے کہ اس رات کی پانچ خصوصیات ہیں :(1) اس میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور اس رات عبادت کی بہت فضیلت ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس نے اس رات 100 رکعات ادا کیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف 100 فرشتے بھیجے گا جن میں سے 30 فرشتے اسے جنت کی بشارت دیں گے ، 30 فرشتے اسے آگ کے عذاب سے امن میں رکھیں گے ، 30 فرشتے اس سے دنیا کی آفات دور کریں گے اور 10 فرشتے اس سے شیطان کی تدبیروں کو دور کریں گے ۔ (2) اس رات رحمت کا نزول ہوتا ہے ۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں : اس رات اللہ تعالیٰ میری امت پر بنو کلب قبیلہ کی بکریوں کے بالوں کے برابر رحم کرے گا۔ (3) اس رات حصول مغفرت ہوتی ہے ۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اس رات سب مسلمانوں کو بخش دیتا ہے سوائے کاہن ، جادوگر ،کینہ پرور ، شراب کا عادی ، والدین کا نافرمان اور زنا پر اصرار کرنے والے کے۔ (4) رسول اللہ ﷺ کو اس رات مکمل شفاعت کا حق دیا گیاہے ۔ وہ اس طرح کہ آپ نے شعبان کی تیرھویں رات اپنی امت کے بارے میں یہ حق مانگا تو آپ کو تیسرے حصے کی شفاعت کا حق دیا گیا پھر چودھویں رات کو یہ حق مانگا تو آپ کو امت کے دو تہائی حصے کے بارہ میں شفاعت کا حق دیا گیا پھر آپ نے پندرھویں شعبان کو یہ حق مانگا تو آپ کو ساری امت کی شفاعت کا حق دے دیا گیا سوائے ایسے شخص کے جو اللہ کی اطاعت سے ایسے بدک کر نکل جائے جیسے اونٹ اپنے مالک کے سامنے بدک کر بھاگ جاتا ہے ۔ (5) اس رات اللہ تعالیٰ زمزم کے پانی کو ظاہری طور پر زیادہ کر دیتا ہے ۔

تاہم اکثریت لیلہ مبارکہ سے لیلۃ القدر ہی مراد لیتی ہے۔ کیونکہ لیلۃ القدر اور لیلۃ البراءۃ کے متعلق خداتعالیٰ کے اقوال باہم مطابقت رکھتے ہیں جیسے فرمایا: إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ پھر فرمایا: فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ یہ قول تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ والے قول کے مطابق ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ مطابقت رکھتا ہے اس سے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان میں آتی ہے ۔

(تفسیر کشاف للعلامہ زمخشری زیر آیت الدخان :8-1)

علامہ عینیؒ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ :۔

”نصف شعبان میں عبادت کرنے والی احادیث کی بابت ابو الخطاب کہتے ہیں کہ یہ سب وضعی ہیں ۔ ان میں سے ایک حدیث جو ترمذی میں ہے اس کی سند مقطوع ہے ۔ وہ حدیث یہ ہے کہ: عروۃؓحضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ: اپنی باری میں ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا چنانچہ میں تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ ”بقیع“میں ہیں ۔ آپ نے فرمایا : کیا تمہیں خوف تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے سمجھا کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو دنیا کے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آسمان پر نزول فرماتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

امام ترمذی یہ حدیث درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ہم حدیث عائشہ کو حجاج کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور امام محمد بن اسماعیل البخاری نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں یحییٰ بن کثیر نے عروہ سے اور حجاج نے یحییٰ بن کثیر سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ سنن ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو مذکورہ سند سے ہی نقل کیا ہے ۔ اور ابو الخطاب کا قول کہ اس کی سند مقطوع ہے کا مطلب ہے کہ اس کی سند دو جگہ سے منقطع ہے ۔ ایک حجاج اور یحییٰ کی طرف سے اور ایک یحییٰ اور عروہ کی طرف سے ۔ یعنی ان دونوں کی آپس میں ملاقات ثابت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔

سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب نصف شعبان کی رات ہو تو رات کو عبادت کرو اور آئندہ دن روزہ رکھو اس لئے کہ اس میں غروبِ شمس سے فجر طلوع ہونے تک آسمانِ دنیا میں اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا کوئی مغفرت کا طلبگارہے کہ میں اس کی مغفرت کروں ؟ کیا کوئی رزق کا طلبگار ہے کہ میں اسے رزق دوں؟ کیا کوئی بیماری میں مبتلا ہے کہ میں اسے شفا دوں ؟ کوئی ایسا ہے کوئی ویسا ہے ؟ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کی سند بھی ضعیف ہے ۔ ابن ابی سبرہ جس کا اصل نام ابو بکر بن عبداللہ بن محمد بن سبرۃ ہے یہ راوی بھی ضعیف ہیں اور ابراہیم بن محمد جو ابن ابی یحییٰ کے نام سے جانے جاتے ہیں اسے بھی جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے ۔

حضرت علی بن ابی طالب کی سند سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ :

میں نے رسول اللہ ﷺ کو پندرہویں شعبان کی رات کو دیکھا کہ آپ نے 14 رکعات ادا کیں پھر آپ بیٹھ گئے 14 مرتبہ آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی ۔

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایسا کیا تو اس نے گویا بیس حج مبرور کیے اور بیس سال کے مقبول روزے رکھے ۔ پھر اگر وہ اگلے دن روزہ رکھتا ہے تو اس نے گویا گزشتہ 60 سالوں اور آئندہ 60 سالوں کے روزے رکھ لیے ۔ اس روایت کو ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب موضوعات میں درج کیا ہے اور اسے وضعی قرار دیا ہے اور اس کی سند کوتاریک و سیاہ کہا ہے ۔

حضرت علیؓ کے واسطہ سے ایک اور روایت بھی ہے اسے بھی امام جوزیؒ نے موضوعات میں شمار کیا ہے ۔ وہ روایت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

جس نے پندرہ شعبان کی رات کو100رکعات ادا کیں اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی تو جو شخص ایسی نماز پڑھے گا تو خدا اس کی ہر دعا جو اس نے اس رات کی ہو گی قبول فرما لے گا۔امام جوزیؒ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت موضوع ہے ۔

نصف شعبان کی رات کو چراغاں کرنے کی رسم کے متعلق علامہ ابن دحیہ کا خیال ہے کہ سب سے پہلے یہ رسم یحییٰ بن خالد برمکی کے زمانہ سے شروع ہوئی کہ جب مجوسی اسلام لائے تو انہوں نے عام لوگوں میں ملمع سازی کی باتوں کے ذریعہ یہ رسم پھیلا دی۔ علامہ ابن دحیہ نے اس رسم کا ذکر ملک کامل سے کیا تو انہوں نے تمام شہروں سے اس مجوسی بدعت کا قلع قمع کیا ۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم شعبان)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ :۔

”سب سے پہلے چراغاں اور آتش بازی کا مظاہرہ کرنے والے برامکہ تھے جو آتش پرست تھے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے ملمع سازی کر کے ان رسوم کو دین میں داخل کر دیا ۔ ان کا اصل مقصد آتش پرستی تھا ۔ اس طرح وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر آگ کی طرف رکوع اور سجود کرتے تھے ۔“

(کتاب الصلاۃ باب قیام شہر رمضان فصل الثانی)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ شرح بخاری میں ”شب برات“ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ :۔

”نصف شعبان کی رات کو چراغاں کرنے کے بارے میں بھی بعض روایات ہیں جو عندالتحقیق وضعی ثابت ہوئی ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ اِس بدعت کا پس منظر ایران کے آتش پرست مجوسیوں کی رسم تھی جو وہ پندرہویں شعبان کو منایا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اہل عراق کا زردشتیوں کے رسم و رواج سے متاثر ہونا یا اُسے اختیار کرنا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔خود ہمارے ملک میں دیوالی وغیرہ ہندوانہ رسوم اور پیدائش، شادی و غمی وغیرہ کی رسوم سے مسلمان جس قدر متاثر ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ انگریزوں کی حکومت کے زمانہ میں اُن کی تقلید کی جاتی تھی۔“

(شرح بخاری جلد سوم صفحہ 646 زیر عنوان کتاب الصوم باب صوم شعبان)

شب برات کے متعلق ہمیں قرآن کریم اور مستند احادیث سے کوئی ثبوت نہیں مل سکاکہ آنحضرت ﷺ اس دن خصوصیت کے ساتھ روزہ رکھتے ہوں۔اس سلسلہ میں جتنی بھی احادیث بیان کی جاتی ہیں ان کی اسناد ضعیف ہیں۔اس رات کے ساتھ منسلک کام (حلوہ پکانا ، آتش بازی کرنا وغیرہ) جو بڑی دھوم دھام سے کیے جاتے ہیں ان کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا۔

ماہ شعبان کے بارہ میں مستند احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس مہینہ میں کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھا کرتے تھے لیکن آپ نے اپنی امت کو اس مہینہ میں بکثرت نفلی روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے تاکہ وہ ماہ رمضان کے روزے پوری مستعدی کے ساتھ رکھ سکیں اور ایسا نہ ہو کہ ماہ شعبان میں بکثرت نفلی روزے رکھنے کے نتیجہ میں ماہ رمضان کے فرض روزوں کے سلسلے میں انہیں دشواری ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نصف شعبان کی نسبت فرمایا کہ :۔

”یہ رسوم حلوا وغیرہ سب بدعات ہیں ۔“

(بدر 26 ستمبر 1907ء صفحہ 7 ،ملفوظات جلد پنجم صفحہ 297)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ جو دن نصف شعبان کا ہے جس میں حلوہ سیویاں کھائی جاتی ہیں اور آتش بازی چلائی جاتی ہے آیا کہ اور دنوں سے فضیلت والا ہے یا نہیں؟ حضورؓ نے فرمایا :۔

” یہ سب باتیں لغو ہیں۔ شریعت میں اس کا کوئی اصل نہیں۔ احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔“

(بدر نمبر49,48جلد13، 9اکتوبر1910ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ :۔

”شبرات کی عید ۔گیارہویں۔ بارہ وفات محرم کے معاملاتِ موجود ، شرع اسلام میں ثابت نہیں۔“

(بدر نمبر 12 جلد13، 9جنوری1910ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کیا شب برات کے روز حلوہ مانڈہ وغیرہ تیار کرنا احمدیوں کے لئے جائز ہے؟آپ نے فرمایا :”نہیں بدعت ہے۔“

(الفضل30۔اپریل 1954ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ بعض لوگ شب برأت بڑے زوروشور سے مناتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس رات اللہ میاں رزق تقسیم کرتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ حضورؒ نے فرمایا :۔

”غلط ہے۔ رزق تو روزانہ تقسیم ہورہا ہے۔ یہ وہم ہیں لوگوں کے ۔غیر احمدی لوگوں کو پاگل بنا رہے ہوتے ہیں یعنی غیر احمدی مولوی ۔اللہ تعالیٰ تو ہر وقت رزق دیتا ہے۔زمین و آسمان کا رازق ہے۔ سمندر کی تہہ میں کوئی کیڑا نہیں جس کو خدا رزق نہ دے رہا ہو۔ اس کا رزق تو بے انتہا ہے کیا وہ صرف شب برأت پر دیتا ہے۔ باقی راتیں بھوکے مر جاتے ہیں سب، باقی دنوں میں؟ غلط باتیں بنائی ہوئی ہیں لوگوں نے۔“

(لجنہ سے ملاقات۔ الفضل 7جولائی 2000ء
ریکارڈنگ 16جنوری 2000ء)

9۔اپریل 2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:51	18:38
مدینہ منورہ		04:47	18:41
قادیان		04:43	18:53
ربوہ		04:23	18:35
اسلام آباد ٹلفورڈ	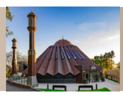	04:17	19:49